چونکہ راقم کے والد ماجد مرحوم کے ساتھ اتحاد قدیم تھا اسی نظر سے اس احقر کو

> کے ہم خیال تھے انھوں نے جب دیکھا کہ مولوی صاحب سید صاحب کے شریکِ طعام ہونے سے بھی گریزاں ہیں تو کہنے لگے کہ پہلے سید صاحب پہ نفیس کھلانے کا الزام تھا اب دو ہی دن میں گھبرا کیوں گئے ؟ معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان آباد کے تر لقمے یاد آتے ہیں"

مہر صاحب نے نہایت تفصیل کے ساتھ ان کے معاملے پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ حسبِ ذیل لکھتے ہیں :

> معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنک مزاج بزرگ تھے۔ سفر کی صعوبتوں اور راہِ حق کی مشقتوں کا پورا اندازہ نہ تھا۔ کنڈوہ میں رکے رہنے سے جو ملال وکبیدگی پیدا ہو چکی تھی وہ ان کے تمام افکار و معتقدات کو بے طرح متاثر کر گئی۔ نہ حالات پر صبر کے ساتھ غور و فکر کی صلاحیت باقی رہی اور نہ کسی دینی بزرگ کی نصیحت ان پر اثر انداز ہو سکی مولانا شاہ اسمٰعیل اس زمانے میں پہنچ گئے ہوئے تھے۔ انھیں یہ حالات معلوم ہوئے تو متواتر خط لکھتے رہے کہ مولوی صاحب کو میری واپسی تک روکا جائے لیکن شاہ اسمٰعیل کی تشریف آوری سے تین روز قبل مولوی محبوب علی صاحب کسی کو اطلاع دیئے بغیر رات کے وقت اچانک پشاور روانہ ہو گئے۔"
>
> .... اور بخیر و عافیت دہلی پہنچے۔

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ مرتب کیا گیا تو مولوی محبوب علی نے اس سے اختلاف کیا اور سر سید احمد خاں کے بقول جنرل بخت سے کہا کہ "ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کی رعایا ہیں ہم اپنے مذہب کی رو سے اپنے حاکموں سے مقابلہ نہیں کر سکتے" انگریزوں نے پنچ گاؤں انعام میں دینے چاہے تو انھیں قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ مولانا مہر صاحب ارواح ثلاثہ کے حوالے سے لکھتے ہیں :